فضائلِ
حسنینِ کریمین

03 مُحَرَّم الْحَرام ۱۴۴۳ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الاعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعْتِکاف کا ثَواب ملتا رہے گا۔ **یاد رکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زَم زَم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتَّہ اگر اِعْتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں ضِمْناً جائز ہو جائیں گی۔ اِعْتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رِضا ہو۔ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لے، کچھ دیر ذِکْرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف میں ہے: سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً

یعنی قِیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا، جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہو گا۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ... الخ، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان سننے کی نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّيَّةُ الصَّادِقَةُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1] اے عاشقانِ رسول! ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! مُحَرَّمُ الْحَرام شریف کا بابرکت مہینا جاری وساری ہے، اس مُبارک مہینے کو اَہلِ بیتِ اَطہار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین اور اِمامِ عالی مَقام، امامِ تِشنہ کام حضرت اِمامِ حسن مُجتبیٰ اور امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے، آیئے! اسی حوالے سے حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما کی شان وعَظمت کے بارے میں سُننے کی سَعادت حاصِل کرتے ہیں۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِن دونوں شہزادوں سے بہت مَحبَّت فرماتے جیسا کہ

حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں، رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے عَرض کی گئی کہ اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: حَسن اور حُسَین (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما)۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حَضْرت فاطِمَةُ الزَّهْرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سے فرمایا کرتے کہ میرے بچوں کو میرے پاس بُلاؤ، پھر اُنہیں سُونگھتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔ (ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین، ۵/۴۲۸ حدیث: ۳۷۹۷)

---

1 ...جامع صغیر، صفحہ: 81، حدیث: 1284

مشہور مُفَسِّر قرآن حکیمُ الاُمَّت حضرت مُفْتِی احمد یار خان رَحمَۃُ اللهِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شَرح میں فرماتے ہیں: مَحبّت کی بہت قِسْمیں ہیں: اولاد سے مَحبت اور قِسْم کی ہے، اَزْواج (بیویوں) سے اور قِسْم کی، دوستوں سے اور قِسْم کی۔ اولاد میں حَضراتِ حَسَنین (رَضِیَ اللهُ عَنْہُمَا) بہت پیارے ہیں، ازواج (رَضِیَ اللهُ عَنْہُنَّ اجمعین) میں حضرت عَائِشہ صِدّیقہ، مَحْبُوبَۂ مَحْبُوبِ رَبُّ العالمین ہیں، دوست و احباب میں (امیرُ المؤمنین) حضرت ابو بکر صِدیق رَضِیَ اللهُ عَنْہ بہت پیارے ہیں۔ مَزید فرماتے ہیں: حُضُور (صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) انہیں کیوں نہ سُونگھتے، وہ دونوں تو حُضُور (صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے پُھول تھے، پُھول سونگھے ہی جاتے ہیں، انہیں کلیجے سے لگانا، لپٹانا اِنْتِہائی مَحبت وپیار کے لیے تھا۔ اس سے مَعلُوم ہُوا کہ چھوٹے بچوں کو سُونگھنا، اُن سے پیار کرنا، انہیں لپٹانا، چمٹانا سنتِ رسولُ الله صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۸/۴۱۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

آیئے! ہم بھی اِن حَضرات کی مَحَبَّت کو اپنے دل میں مزید پُخْتَہ کرنے اور ان کی سیرت و کردار پر عمل کرنے کی نِیَّت سے ان کا ذِکرِ خیر سُنتے ہیں۔

نام و کُنْیَت اور اَلقاب:

حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللهُ عَنْہُمَا میں سے بڑے حضرت امام حَسَنِ مُجتبیٰ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ کی کُنْیَت "اَبُو محمد" ہے۔ اور لَقب "تَقِی اور سَیِّد" جبکہ عُرف "سِبطِ رَسُول" ہے، آپ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ کو "رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل" بھی کہتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، آپ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ کی وِلادتِ مُبارَکہ 15 رَمَضانُ الْمُبارَک 3 ہجری کی رات میں مدینۂ طیبہ میں ہوئی۔ حُضُور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساتویں روز آپ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ کا

عقیقہ کیا، بال جُدا کیے گئے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صَدَقہ کی جائے۔

(تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹ وروضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ۱/۳۹۶)

آپ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ) کا نام، اِمامُ الْاَنبیاء، سَیِّدُ الْاَسۡخِیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے رکھا۔ مکمل واقِعہ کچھ یُوں ہے کہ حضرت اسماء بنتِ عُمَیس رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہا نے بارگاہِ رِسالَت میں حضرت امام حَسَن رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی وِلادت کی خوشخبری سنائی۔ (تو) حُضُور پُرنُور، شافِعِ یوم النُّشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور فرمایا: اسماء! میرے فرزند کو لاؤ، حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا نے (امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو) ایک کپڑے میں (لپیٹ کر) حُضور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدھی طرف والے کان میں اَذان اور اُلٹی طرف والے کان میں تکبیر فرمائی اور حضرت مولیٰ علیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے دریافت فرمایا: تم نے اس شان و شوکت والے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میری کیا مَجال کہ بے اِجازت نام رکھنے پر پہل کرتا، لیکن اب جو دریافت فرمایا ہے تو میرا خیال ہے "حَرۡب" نام رکھا جائے، باقی حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُختار ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام حَسَن رکھا۔ (سوانح کربلا ص ۹۲ ملخصًا)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے چھوٹے بھائی سَیِّدُ الشُّہَداء، راکبِ دَوشِ مُصۡطَفٰے، حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی وِلادت 5 شعبانُ المعظم سن 4 ہجری کو مدینۂ مُنَوَّرہ میں ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا نام، حُضُور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "حُسین" اور "شبیر" رکھا جبکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی کُنۡیَت "اَبُوعَبۡدُ اللّٰہ" اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا لَقَب بھی "سِبۡطُ رَسُوۡل" اور "رَیۡحَانَۃُ الرَّسُوۡل" (رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پھول) ہے، اپنے بڑے بھائی کی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ بھی جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(اسد الغابۃ، باب الحاء والحسین، ۱۱۷۳۔ الحسین بن علی، ص ۲۵، ۲۶ ملتقطاً وسیر اعلام النبلاء، ۲۷۰۔ الحسین الشہید...الخ، ۴/۴۰۲۔۴۰۴)

نام کیسے رکھے جائیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے سُنا کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیارے نواسوں کے نام خود تجویز فرمائے۔ آیئے! اسی ضِمْن میں نام رکھنے کے کچھ آداب بھی سُن لیجئے۔

یاد رہے! اچھے نام رکھنا اولاد کے حُقُوق میں سے ہے اور والِدین کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بُنیادی تحفہ بھی ہے، جسے وہ عُمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے، یہاں تک کہ جب میدانِ حَشْر قائم ہو گا تو وہ اسی نام سے ربِّ کریم کے حُضُور بلایا جائے گا، جیسا کہ حضرت دَرْداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مَرْوِی ہے کہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قِیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پُکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، الحدیث ۴۹۴۸، ۴/۳۷۴)

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ عِبْرت حاصِل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی گلوکار، فِلْمی اداکار یا مَعَاذَاللّٰہ غیر مسلموں کے نام پر رکھ دیتے ہیں، اس سے بدتَرین ذِلّت کیا ہو گی کہ مُسلمان کی اولاد کو کل میدانِ مَحْشَر میں غیروں کے ناموں سے پُکارا جائے۔ ہمارے مُعاشَرے میں بچے کے نام کا انتخاب کرنے کی ذمہ داری عُمُوماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پُھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور بعض اوقات علمِ دِین سے دُوری کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں، جن کے کوئی مَعانی نہیں ہوتے یا پھر اچھے مَعانی نہیں ہوتے، یا پھر شرعاً دُرست نہیں ہوتے، ایسے نام رکھنے سے بچنا چاہیے، بعض اوقات ایسا نام بھی تَلاش کِیا جاتا ہے جو گھر، خاندان یا محلے میں دُور دُور تک کسی کا نہ ہو، جو بھی سُنے تو کہہ اُٹھے کہ یہ نام تو پہلی بار سُنا ہے، کیسا زبردست نام رکھا ہے۔ یہ الفاظ سُن کر نام رکھنے والا

پُھولے نہیں سماتا، ایسوں کو ایک لمحے کے لئے سوچ لینا چاہیے کہ کہیں یہ خُوشی تعریف کی خواہش کے مَرَض کا نتیجہ تو نہیں، لہٰذا اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صَحابہ کِرام و تابعین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین اور اولیائے کِرام رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِم اجمعین کے ناموں پر نام رکھنے چاہئیں، جس کا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ بچے کا اپنے بزرگوں سے رُوحانی تَعَلُّق قائم ہو جائے گا اور دُوسرا ان نیک ہستیوں کا نام رکھنے کی برکت سے اس کی زندگی پر اچھے اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ ناموں کے حَوالے سے مزید دِلچسپ اور حیرت انگیز مَعلُومات حاصِل کرنے کیلئے مکتبۃُ المدینۃ کی کتاب **"نام رکھنے کے احکام"** کا مُطالَعہ کیجئے کہ اس کتاب میں بچوں کے نام رکھنے کیلئے سینکڑوں اچھے ناموں کی فہرست موجود ہے، اس کے عِلاوہ بچوں کے نام رکھنے کے بارے میں کثیر مفید باتیں بھی موجود ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن کے فضائل احادیث کی روشنی میں

پیارے اسلامی بھائیو! نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے مُختلف مَواقع پر ان حضرات کی ایسی شان وعَظَمت بیان فرمائی ہے جسے سُن کر اِنْ شَآءَ اللّٰہ ہمارے دل میں حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما کی مَحَبَّت بڑھے گی۔ آیئے! ان کی شان وعظمت سے مُتَعَلِّق چند فرامینِ مُصطَفٰے سُنتے ہیں۔ چنانچہ

ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی جس نے ان دونوں سے مَحَبَّت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہ، ۱/۹۶، حدیث: ۱۴۳)

ارشاد فرمایا:ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی حَسَن و حُسَین (رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا) دُنیا میں میرے دو(2) پُھول ہیں۔(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۲/۵۴۷، حدیث:۳۷۵۳)

ارشاد فرمایا:اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی حَسَن اور حُسَین (رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا) جَنَّتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔(ترمذی، ۵/۴۲۶، حدیث:۳۷۹۳)

حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن سے مَحَبَّت واجب ہے

حضرت عَبْدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا فرماتے ہیں:جب(پارہ 25 سورۃ الشُّوریٰ کی) یہ آیتِ مُبارَکہ نازِل ہُوئی:

”قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰىؕ (پ۲۵،الشُّوریٰ:۲۳)“ ترجَمۂ کَنْزُ الْعِرْفَان: تم فرماؤ:میں اس پر تم سے کوئی مُعاوَضہ طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت“تو صَحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عَرض کی:یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! آپ کے وہ کون سے قَرابَت دار ہیں، جن سے مَحَبَّت کرنا ہم پر واجب ہے؟تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی،فاطِمَۃُ الزَّھْرا(رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا) اوران کے دونوں بیٹے(یعنی حضرت امام حسن و امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْھُما)۔(معجم کبیر،باب الحاء،حسن بن علی بن ابی طالب،۳/۴۷،حدیث:۲۶۴۱)

پیارے اسلامی بھائیو! مَعلُوم ہُوا!اَہْلِ بیت رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین کی مَحَبَّت واجب وضَروری ہے،ہر مُسلمان کے نزدیک اپنی جان ومال،عِزّت و آبرو،ماں باپ اور اَولاد سے بھی زِیادہ محبوب،”اَہْلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین“ہونے چاہئیں۔ان مبارک ہستیوں کی مَحَبَّت،سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مَحَبَّت ہے اور حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مَحَبَّت،اِیمانِ کامل کی نِشانی ہے۔چُنانچہ

نبیِّ رَحمت، شَفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ “یعنی کوئی بندہ مومنِ کامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر نہ چاہے ”وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ “اور میری ذات، اُسے اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب نہ ہو ”وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ عِتْرَتِہٖ “اور میری اَوْلاد اس کو اپنی اولاد سے زِیادہ پیاری نہ ہو ”وَاَھْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ “اور میرے اَہْلِ بیت (رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین) اسے اپنے گھر والوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائیں۔ (شعب الایمان، باب فی حب النبی، ۲/۱۸۹، حدیث: ۱۵۰۵ بتصرف ما)

اَہْلِ بیتِ اَطْہار کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو! اَہْلِ بیتِ اَطْہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں اللہ کریم پارہ 22، سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾

(پ ۲۲، احزاب، ۳۳)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔

اکثر مُفَسِّرِینِ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم اجمعین کی رائے ہے کہ یہ آیتِ مُبارَکہ حضرتِ عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی، حضرت فاطِمہ زَہرا، حضرتِ امام حَسَن اور حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین کے حق میں نازِل ہُوئی۔ حضرت امام احمد رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِ نے حضرت ابُو سَعید خُدْری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایَت کی ہے کہ یہ آیَت پَنجتَن پاک کی شان میں نازِل ہوئی۔ پَنجتَن سے مُراد حُضُور نبیِ کَریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حَضرتِ عَلی، حضرت فاطمہ، حضرتِ امام حَسَن اور حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُم ہیں۔ (سوانح کربلا، ص ۸۰،۷۹، ملتقطا)

ایک رِوایَت میں یہ بھی ہے کہ حُضُور، جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان حضرات کے ساتھ اپنی باقی صاحِبزادیوں، قَرابت داروں اور اَزْواجِ مُطَہَّرات کو بھی شامِل فرمایا۔

(الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، الفصل الاول، ص ۱۴۴)

آیتِ مُبارَکہ کی تَفْسِیر کرتے ہوئے، حضرت اِمام طَبری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یعنی اے آلِ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)! اللہ کریم چاہتا ہے کہ تم سے بُری باتوں اور فُحش چیزوں کو دُور رکھے اور تمہیں گناہوں کے میل کچیل سے پاک وصاف کردے۔ (طبری، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ ۳۳، ۱۰/ ۲۹۶)

صَدرُ الافاضِل حضرتِ عَلامہ مولانا سَید مُفتی محمد نَعیمُ الدین مُرادآبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ آیتِ کریمہ اَہْلِ بیتِ کرام (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین) کے فَضائل کا چشمہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اَخْلاقِ دَنِیَّہ واَحْوالِ مَذمُومہ (یعنی بُرے اَخْلاق واَحْوال) سے اُن کی تَطْہِیر فرمائی گئی (یعنی اِنہیں بُرے اَخلاق سے محفوظ رکھا گیا)۔ بعض احادیث میں مَروِی ہے کہ اَہْلِ بیت (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین)، نار (یعنی دوزخ کی آگ) پر حَرام ہیں (یعنی جنّتی ہیں) اور یہی اس تَطْہِیر کا فائدہ اور ثَمرہ (یعنی نتیجہ) ہے اور جو چیز ان کے اَحوالِ شَرِیفہ کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پَرْوَرْدگار اُنہیں محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۸۲)

ہمیں بھی اَہْلِ بیتِ پاک (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین) سے مَحبَّت قائم رکھتے ہوئے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ کریم ان کے صَدقے ہمیں بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور خُوب خُوب نیکیاں کرکے جنت میں ان نیک ہستیوں کا قُرب عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ترمذی شریف میں ہے: سید الاولیاء، مولیٰ مشکل کشاء، شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: امامِ حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سینے اور سر کے درمیان محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بہت مشابہ تھے اور اِمامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِس سے نیچے کے حصے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بہت مشابہ تھے۔

حکیم الاُمَّت حضرت مُفتی احمد یار خان رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شَرح میں فرماتے ہیں: خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ عَنْھَا از سر تا قدم (سر مبارک سے قدم مبارک تک) بالکل ہمشکلِ مصطفیٰ تھیں۔ اور آپ (رَضِیَ اللہُ عَنْھَا) کے صاحبزادگان (یعنی حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا) میں یہ مشابہت تقسیم کردی گئی تھی، حضرت امام حسین (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کی پنڈلی قدم شریف تک اور ایڑی بالکل حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مشابہ تھی، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کریم کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے مشابہ کردے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے، تو جسے اللہ پاک اپنے محبوب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے مشابہ کرے، اُس کی محبوبیت کا کیا حال ہوگا۔ (مرآۃ، 8/480)

پیارے اسلامی بھائیو! جب صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے اَہْلِ بیت رَضِیَ اللہُ عَنْھُم اجمعین اور پیارے نواسوں رَضِیَ اللہُ عَنْھُما سے بے انتہا مَحَبَّت کرتے دیکھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے نسبت کی وجہ سے یہ حضرات بھی ان سے مَحَبَّت و شَفْقَت سے پیش آتے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللہُ عَنْھُم اجمعین اور بالخُصُوص حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللہُ عَنْھُما کا بے حد خَیال رکھا کرتے، چُنانچہ

صدّیقِ اکبر کی اِمامِ حسن سے محبّت

حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب مومنوں کے امیر اور مسلمانوں کے خلیفہ مُنتَخب ہُوئے تو رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تَعَلُّق کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اجمعین کا بہت خیال رکھا کرتے اور اَہلِ بیتِ اَطہار کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رشتہ دار مُجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ پیارے ہیں۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر، ۳/۲۹، حدیث: ۴۰۳۶)

فارُوقِ اعظم کی امامِ حُسین سے والِہانہ محبّت

حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں ایک دن اَمِیْرُ الْمُومنین حضرت عمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر گیا، مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، حضرت اَمِیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ علیحدگی میں مصروفِ گفتگو تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بیٹے حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دروازے پر کھڑے اِنتظار کررہے تھے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد وہ واپس لوٹنے لگے تو ان کے ساتھ ہی میں بھی واپس لوٹ آیا۔ بعد میں اَمِیْرُ الْمُومنین حضرت عمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے میری مُلاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: ”اے اَمِیْرُ الْمُومنین! میں آپ کے پاس آیا تھا، مگر آپ حضرت اَمِیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ مَصروفِ گفتگو تھے۔ آپ کے بیٹے عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی باہر کھڑے انتظار کررہے تھے (میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے، مجھے کیسے ہوسکتی ہے؟) لہٰذا میں ان کے ساتھ ہی واپس چلا گیا۔“ تو اَمِیْرُ الْمُومنین حضرت فارُوقِ اَعْظَم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: اے میرے بیٹے حسین! میری اَوْلاد سے زِیادہ، آپ اس بات کے (زیادہ) حق دار ہیں کہ آپ اَندر آجائیں اور ہمارے سروں پر یہ جو

بال ہیں، اللہ کریم کے بعد کس نے اُگائے ہیں، تم ساداتِ کرام نے ہی تو اُگائے ہیں۔" (تاریخِ ابن عساکر، ج۱۴، ص۱۷۵)

شیرِ خدا کی امامِ حسن سے محبّت

حضرت اَصْبَغْ بن نُباتہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت امام حسن مُجْتَبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیمار ہوئے تو اَمیرُ الْمُومنین حضرت علیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ان کی عِیادَت کے لئے تشریف لے گئے، ہم بھی اُن کے ساتھ عِیادَت کے لئے حاضِر ہُوئے۔ اَمیرُ الْمُومنین حضرت علیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے خَیْرِیَّت دریافت کرتے ہوئے فرمایا: اے نواسۂ رسول! اب طَبِیعَت کیسی ہے؟ عَرض کی: اَلْحَمْدُ لِلّٰه بہتر ہوں، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: اگر اللہ پاک نے چاہا تو بہتر ہی رہوگے، پھر حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کی: مجھے سہارا دے کر بٹھائیے، اَمیرُ الْمُومنین حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے انہیں اپنے سینے سے ٹیک لگا کر بیٹھا دیا، پھر حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: ایک دن مجھ سے نانا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تھا: اے میرے بیٹے! جنّت میں ایک درخت ہے جسے شَجَرَۃُ الْبَلْوٰی کہا جاتا ہے، آزمائش میں مبتلا لوگوں کو قیامت کے دن اس درخت کے پاس جمع کیا جائے گا، جب کہ اس وقت نہ میزان رکھا گیا ہوگا نہ ہی اعمال نامے کھولے گئے ہوں گے، انہیں پورا پورا اجر عطا کیا جائے گا۔ پھر سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی،

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر، آیت ۱۰)

ترجمۂ کنز العرفان: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا ثواب بے حساب بھرپور دیا جائے گا۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، ص۳۴۷)

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ واقعے سے جہاں اَمیرُ الْمُومنین حَضرتِ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

کی اپنے شہزادے امام حَسَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَحَبَّت کا عِلْم ہُوا، وہیں امام حَسَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے بیان کردہ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ پریشانیوں، مُصِیبَتوں اور آزمائشوں پر صَبْر کرنے والوں کو قِیامَت کے دن ان کے صَبْر کا پُورا پُورا اَجْر دِیا جائے گا۔ یاد رکھئے! اللہ پاک کے ہر کام میں ہزارہا حِکْمتیں پوشِیدہ ہوتی ہیں، جن کا ہمیں عِلْم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر ایک کے سامنے اپنی پریشانی، غریبی و مُفْلِسی کا رونا رونے، اپنے دُکھڑے سُنانے اور تَنگدَستی کے سَبَب مَعَاذَ اللہ رَبّ کریم کی ذات پر بے جا اِعتِراضات کرکے اپنی زَبان سے کُفرِیات بکنے کے بَجائے، اِن آزمائشوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہوئے صَبْر وتَحَمُّل سے کام لینا چاہیے، کیونکہ یہ مُصِیبَتیں اور بَلائیں گُناہوں کے کَفّارے اور دَرَجات میں بَلندی کا باعِث ہوتی ہیں۔

اللہ کے مَحْبُوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب بروزِ قِیامت اَہلِ بَلا (یعنی بیماروں اور آفت زدوں) کو ثَواب عَطا کیا جائیگا، تو عافِیت والے تَمَنّا کریں گے کہ کاش! دُنیا میں ہماری کھالیں قَینچیوں سے کاٹی جاتیں۔ (ترمذی، ۱۸۰/۴، حدیث ۲۴۱۰، دارالفکر بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد